صرف احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

ہفتہ 20 جون 2015ء 2 رمضان 1436 ہجری 20۔احسان 1394 ہش جلد 65-100 نمبر 141

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

رمض سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اَکل وشُرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینہ میں آیا اس لئے رمضان کہلایا۔ میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ عرب کے لئے یہ خصوصیت نہیں ہوسکتی۔ روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق وشوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمض اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر گرم ہوجاتے ہیں۔

(ملفوظات جلد اول ص136)

پھر تیسری بات جو (-) کا رُکن ہے وہ روزہ ہے۔ روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے۔

(ملفوظات جلد پنجم ص102)

ہفتہ 20 جون 2015ء

آگ سے آزادی کا مہینہ

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:- جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطانوں اور سرکش جنوں کو جکڑ دیا جاتا ہے اور آگ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں- اور اس کا کوئی بھی دروازہ کھلا نہیں رہتا- اور جنت کے سب دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور کوئی بھی دروازہ بند نہیں رہتا- اور ایک منادی اعلان کرتا ہے اے خیر کے طالب آگے بڑھ اور اے شر کے خواہاں رک جا- اور آگ سے بچائے جانے والے اللہ کی خاطر آگ سے بچائے جاتے ہیں اور ایسا ہر رات ہوتا ہے-

(جامع ترمذی کتاب الصوم باب فی فضل شہر رمضان حدیث نمبر618)

ناظرین ایم ٹی اے متوجہ ہوں

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے ان ناظرین کو جو AB SAT2-73 East پر ایم ٹی اے دیکھ رہے تھے مطلع کیا جاتا ہے کہ اب ایم ٹی اے اس سیٹلائٹ پر نشریات نہیں کر رہا۔ بلکہ اس کی بجائے اب نشریات KU بینڈ $Eutelsat\ 70.5^0 East$ پر شروع کی جاچکی ہیں۔ اسی طرح ایشیا سیٹ کے وہ ناظرین جو بڑے شہروں میں بلند عمارتوں یا موبائل ٹاورز کی وجہ سے ایم ٹی اے دیکھنے میں دقت محسوس کر رہے ہیں وہ بھی اسی سیٹلائٹ پر منتقل ہوسکتے ہیں۔ تاہم ایشیا سیٹ 3 پر سگنل حسب معمول جاری رہے گا۔

Eutel Sat کے لئے ڈش سائز 60CM یا 2feet ہے۔ بہتر نتائج کے لئے 75CM کی ڈش لگائیں۔ ایل این بی LNB 0.1 سے 0.3 ڈی بی تک لگائی جائے۔ سگنل پیرامیٹرز حسب ذیل ہے۔

Final Frequencies for Eutel Sat 70E

Frequency:11.211GHZ
Symbol Rate: 5.111
Polarization:Horizontal
Modulation: QPSK
FEC:1/2
Bit Rate: 4.71Mb

ریسیور DVBS2 (جسے عام مارکیٹ میں MPEG4 یا ڈیجیٹل ریسیور یا HD ریسیور کہتے ہیں) لیا جائے۔ اگر ڈش امپورٹیڈ لگائی جائے تو سگنل بہتر ملے گا یا لوکل ڈش جو سب سے اچھی ہو لگائی جائے۔ اپنے ڈش لگانے والے سے مشورہ کرلیں یا اپنے لوکل سیکرٹری سمعی و بصری سے مشورہ کرلیں۔ (ایڈیشنل نظارت اشاعت MTA ربوہ)

درخواست دعا

مختلف جگہوں پر بعض احمدی افراد مختلف مقدمات میں ملوث ہیں ان افراد جماعت کی باعزت بریت کیلئے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان احباب کی قربانی قبول فرمائے اور ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاء الاسلام پریس .... مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 5 روپے

مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ

خطبات امام وقت سوال وجواب کی شکل میں

بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2013ء

خطبہ جمعہ 15 مئی 2015ء

س: حضور انور نے مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود کی اشاعت اور اس کے مطالعہ کے بارہ میں کیا ارشاد فرمایا؟

ج: فرمایا! حضرت مسیح موعود کی کتب اب تو دنیا کے اور ممالک میں بھی چھپ رہی ہیں۔ ویب سائٹ پر بھی میسر ہیں۔ آڈیو میں بھی بعض کتب میسر ہیں اور باقی بھی انشاء اللہ تعالیٰ جلدی مہیا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ ایک زمانہ تھا جب یہ فکر تھی کہ اشاعت پر پابندی سے نقصان ہو سکتا ہے۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ علم و معرفت کے خزانے جو ہیں یہ فضاؤں میں پھیلے ہوئے ہیں جو ایک بٹن دبانے سے ہمارے سامنے آجاتے ہیں۔ ہمارا کام یہ ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود کے علم کلام اور کتب سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ MTA پر بھی میں نے اب سوچا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی کتب کا درس پہلے سے زیادہ وقت بڑھا کر دیا جائے گا۔

س: حضرت مسیح موعود نے حمد الٰہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کو کس انداز میں بیان فرمایا ہے؟

ج: فرمایا! حمد الٰہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کا جو پیارا انداز حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ الٰہی تیرا ہزار ہزار شکر کہ تو نے ہم کو اپنی پہچان کا آپ راہ بتایا اور اپنی پاک کتابوں کو نازل کر کے فکر اور عقل کی غلطیوں اور خطاؤں سے بچایا۔

اور درود اور سلام حضرت سید الرسل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل واصحاب پر کہ جس سے خدا نے ایک عالم گم گشتہ کو سیدھی راہ پر چلایا وہ مربی اور نفع رساں کہ جو بھولی ہوئی خلقت کو پھر راہ راست پر لایا وہ محسن اور صاحب احسان کہ جس نے لوگوں کو شرک اور بتوں کی بلا سے چھڑایا وہ نور اور نور افشاں کہ جس نے توحید کی روشنی کو دنیا میں پھیلایا وہ حکیم اور معالج زمان کہ جس نے بگڑے ہوئے دلوں کا راستی پر قدم جمایا وہ کریم اور کرامت نشان کہ جس نے مردوں کو زندگی کا پانی پلایا وہ رحیم اور مہربان کہ جس نے امت کے لئے غم کھایا اور درد اٹھایا وہ شجاع اور پہلوان جو ہم کو موت کے منہ سے نکال کر لایا وہ حلیم اور بےنفس انسان کہ جس نے بندگی میں سر جھکایا اور اپنی ہستی کو خاک سے ملایا وہ کامل موحد اور بحر عرفان کہ جس کو صرف خدا کا جلال بھایا اور غیر کو اپنی نظر سے گرایا وہ معجزہ قدرت رحمٰن کہ جو امی ہو کر سب پر علوم حقانی میں غالب آیا اور ہر یک قوم کو غلطیوں اور خطاؤں کا ملزم ٹھہرایا۔

(براہین احمدیہ حصہ اوّل جلد 1 صفحہ 17)

س: کسی بھی انسان کے اعلیٰ اخلاق کا کس وقت پتہ چلتا ہے؟

ج: حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ یہ بات نہایت بدیہی ہے (صاف ظاہر ہے) کہ اخلاق فاضلہ کسی انسان کے اس وقت بہ پایۂ ثبوت پہنچتے ہیں کہ جب اپنے وقت پر ظہور پذیر ہوں اور اسی وقت دلوں پر ان کی تاثیریں بھی ہوتی ہیں۔ مثلاً عفو وہ معتبر اور قابل تعریف ہے کہ جو قدرت انتقام کے وقت میں ہو اور پرہیزگاری وہ قابل اعتبار ہے کہ جو نفس پروری کی قدرت موجود ہوتے ہوئے پھر پرہیزگاری قائم رہے۔

(براہین احمدیہ حصہ سوئم جلد 1 صفحہ 277)

س: انبیاء اور اولیاء کی نورانی عمر کتنے حصوں پر منقسم ہوتی ہے؟

ج: حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کا ارادہ انبیاء اور اولیاء کی نسبت یہ ہوتا ہے کہ ان کے ہر یک قسم کے اخلاق ظاہر ہوں اور بہ پایۂ ثبوت پہنچ جائیں۔ سو خدائے تعالیٰ اسی ارادے کو پورے کرنے کی غرض سے ان کی نورانی عمر کو دو حصہ پر منقسم کر دیتا ہے۔ ایک حصہ تنگیوں اور مصیبتوں میں گزرتا ہے اور ہر طرح سے دکھ دیئے جاتے ہیں اور ستائے جاتے ہیں تا وہ اعلیٰ اخلاق ان کے ظاہر ہو جائیں کہ جو بجز سخت تر مصیبتوں کے ہرگز ظاہر اور ثابت نہیں ہو سکتے۔ سو خدا تعالیٰ ان پر مصیبتیں نازل کرتا ہے تا ان کا صبر ان کا صدق قدم، ان کی مردی، ان کی استقامت، ان کی وفاداری، ان کی فتوت شعاری، (یعنی جوانمردی) لوگوں پر ظاہر کر کے الاستقامۃ فوق الکرامۃ کا مصداق ان کو ٹھہراوے۔ اور دوسرا حصہ انبیاء اور اولیاء کی عمر کا فتح میں، اقبال میں، دولت میں، بمرتبہ کمال ہوتا ہے تا وہ اخلاق ان کے ظاہر ہو جائیں کہ جن کے ظہور کے لئے فتح مند ہونا، صاحب اقبال ہونا، صاحب دولت ہونا، صاحب اختیار ہونا، صاحب اقتدار ہونا، صاحب طاقت ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اپنے دکھ دینے والوں کے گناہ بخشنا اور اپنے ستانے والوں سے درگزر کرنا اور اپنے دشمنوں سے پیار کرنا اور اپنے بداندیشوں کی خیر خواہی بجا لانا۔ دولت سے دل نہ لگانا، دولت سے مغرور نہ ہونا، دولتمندی میں امساک اور بخل اختیار نہ کرنا اور کرم اور جود اور بخشش کا دروازہ کھولنا اور دولت کو ذریعہ نفس پروری نہ ٹھہرانا اور حکومت کو آلہ ظلم و تعدی نہ بنانا۔ لیکن ان دونوں حالتوں کا زمانہ وقوع ہر یک کے لئے ایک ترتیب پر نہیں ہوتا۔ (دونوں حالتیں ہوتی ہیں لیکن ایک ترتیب نہیں ہوتی) بلکہ حکمت الٰہیہ بعض کے لئے زمانہ امن و آسائش پہلے حصہ عمر میں میسر کر دیتی ہے اور زمانہ تکالیف پیچھے سے اور بعض پر پہلے وقتوں میں تکالیف وارد ہوتی ہیں اور پھر آخر کار نصرت الٰہی شامل ہو جاتی ہے اور بعض میں یہ دونوں حالتیں مخفی ہوتی ہیں اور بعض میں کامل درجہ پر ظہور و بروز پکڑتی ہیں (انتہائی طور پر ظاہر ہو جاتی ہیں)۔

(براہین احمدیہ حصہ سوئم جلد 1 صفحہ 277)

س: حضرت مسیح موعود نے انبیاء پر آنے والے مصائب و تکالیف کی کیا وجہ بیان فرمائی ہے؟

ج: حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ کامل صبر بجز کامل مصیبتوں کے ظاہر نہیں ہو سکتا اور اعلیٰ درجہ کی استقامت اور ثابت قدمی بجز اعلیٰ درجہ کے زلزلے کے معلوم نہیں ہو سکتی اور یہ مصائب حقیقت میں انبیاء اور اولیاء کے لئے روحانی نعمتیں ہیں جن سے دنیا میں ان کے اخلاق فاضلہ جن میں وہ بے مثل اور مانند ہیں ظاہر ہوتے ہیں اور آخرت میں ان کے درجات کی ترقی ہوتی ہے۔ اگر خدا ان پر یہ مصیبتیں نازل نہ کرتا تو یہ نعمتیں بھی ان کو حاصل نہ ہوتیں اور نہ عوام پر ان کے شمائل حسنہ کما حقہ کھلتے بلکہ دوسرے لوگوں کی طرح اور ان کے مساوی ٹھہرتے۔

(براہین احمدیہ حصہ سوئم جلد 1 صفحہ 279)

س: آنحضرت ﷺ کی صفت عفو و درگزر کے بارہ میں حضرت مسیح موعود نے کیا بیان فرمایا ہے؟

ج: حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ والوں اور دوسرے لوگوں پر بکلّی فتح پا کر اور ان کو اپنی تلوار کے نیچے دیکھ کر پھر ان کا گناہ بخش دیا۔ اور صرف انہیں چند لوگوں کو سزا دی جن کو سزا دینے کے لئے حضرت احدیت کی طرف سے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) قطعی حکم وارد ہو چکا تھا۔ اور بجز ان ازلی ملعونوں کے ہر یک دشمن کا گناہ بخش دیا اور فتح پا کر سب کو لا تثریب علیکم الیوم کہا۔ اور اسے عفو تقصیر کی وجہ سے کہ جو مخالفوں کی نظر میں ایک امر محال معلوم ہوتا تھا اور اپنی شرارتوں پر نظر کرنے سے وہ اپنے تئیں اپنے مخالف کے ہاتھ میں دیکھ کر مقتول خیال کرتے تھے۔ ہزاروں انسانوں نے ایک ساعت میں دین اسلام قبول کر لیا (اسی وجہ سے) اور حقانی صبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جو ایک زمانہ دراز تک آنجناب نے ان کی سخت سخت ایذاؤں پر کیا تھا۔ آفتاب کی طرح ان کے سامنے روشن ہو گیا۔

(براہین احمدیہ حصہ سوئم جلد 1 صفحہ 285)

س: خطبہ جمعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق کے بارہ میں کیا بیان ہوا ہے؟

ج: حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے بےشمار خزائن کے دروازے آنحضرت پر کھول دیئے۔ سو آنجناب نے ان سب کو خدا کی راہ میں خرچ کیا اور کسی نوع کی تن پروری میں ایک حبہ بھی خرچ نہ ہوا۔ (اپنے آرام پر ایک پائی بھی خرچ نہیں کی) نہ کوئی عمارت بنائی، نہ کوئی بارگاہ طیار ہوئی۔ بلکہ ایک چھوٹے سے کچے کوٹھے میں جس کو غریب لوگوں کے کوٹھوں پر کچھ بھی ترجیح نہ تھی اپنی ساری عمر بسر کی۔ بدی کرنے والوں سے نیکی کر کے دکھلائی اور وہ جو دلآزار تھے ان کو ان کی مصیبت کے وقت اپنے مال سے خوشی پہنچائی۔ سونے کے لئے اکثر زمین پر بستر اور رہنے کے لئے ایک چھوٹا سا جھونپڑا اور کھانے کے لئے نان جو یا فاقہ اختیار کیا۔ دنیا کی دولتیں بکثرت ان کو دی گئیں پر آنحضرتؐ نے اپنے پاک ہاتھوں کو دنیا سے ذرا آلودہ نہ کیا۔ اور ہمیشہ فقر کو تونگری پر اور مسکینی کو امیری پر اختیار رکھا اور اس دن سے جو ظہور فرمایا تا اس دن تک جو اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ (یعنی کہ ابتدائی زندگی سے لے کر آخر تک وصال تک) بجز اپنے مولیٰ کریم کے کسی کو کچھ چیز نہ سمجھا اور ہزاروں دشمنوں کے مقابلہ پر معرکۂ جنگ میں کہ جہاں قتل کیا جانا یقینی امر تھا۔ (سخت مشکل جگہ ہوتی تھی) خالصاً خدا کے لئے کھڑے ہو کر اپنی شجاعت اور وفاداری اور ثابت قدمی دکھلائی۔ غرض جود اور سخاوت اور زہد اور قناعت اور مردی اور شجاعت اور محبت الٰہیہ کے متعلق جو جو اخلاق فاضلہ ہیں وہ بھی خداوند کریم نے حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسے ظاہر کئے کہ جن کی مثل نہ کبھی دنیا میں ظاہر ہوئی اور نہ آئندہ ظاہر ہوگی۔

(براہین احمدیہ حصہ سوئم جلد 1 صفحہ 289 تا 291)

س: اللہ تعالیٰ کا کسی سے پیار کرنا کس بات سے مشروط ہے؟

ج: حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا کسی کے ساتھ پیار کرنا اس بات سے مشروط کیا ہے کہ ایسا شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے۔ (یعنی شرط یہ لگائی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرو گے تو میرا پیار حاصل ہوگا) چنانچہ فرماتے ہیں کہ میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے۔ اس طرح پر کہ خود اس کے دل میں محبت الٰہی کی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے۔ تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جھک جاتا ہے اور اس کا انس و شوق صرف خدا تعالیٰ سے باقی رہ جاتا ہے تب محبت الٰہی کی ایک خاص تجلی اس پر پڑتی ہے اور اس کو ایک پورا رنگ عشق اور محبت کا دے کر قوی جذبہ کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ تب جذبات نفسانیہ پر وہ غالب آجاتا ہے اور اس کی تائید اور نصرت میں ہر ایک پہلو سے خدا تعالیٰ کے خارق عادت افعال نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 67)

س: حضرت مسیح موعود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کس طرح بیان فرمایا؟

باقی صفحہ 8 پر

مکرم فضیل عیاض احمد صاحب

دینِ حق میں شادی بیاہ کا تصور

دنیا میں اخلاقی یا معاشرتی قدریں وقت کے ساتھ ساتھ بدلتی رہتی ہیں اور معاشرہ اپنی علمی جستجو یا روحانی ترقی اور تنزل کی جس منزل پر ہوتا ہے ویسی ہی اخلاقی اور معاشرتی قدریں اس معاشرے میں موجود رہتی ہیں۔ معاشرتی قدروں کو مذہب کی دنیا میں اخلاق اور کردار کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

کسی بھی معاشرے کی اخلاقی یا معاشرتی قدروں کا اندازہ اس معاشرے میں امن وسلامتی اور اس کے مہذب ہونے سے لگایا جاسکتا ہے لیکن آج کے دور میں بظاہر مہذب کہلانے والے معاشرے کیا اخلاقی طور پر بہت زیادہ اعلیٰ اور مہذب ترین قدروں کے حامل ہیں؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جو ایک عام نظر سے دیکھنے والے کو تو متاثر کرتا ہے لیکن علم اخلاق کے طالب علموں کیلئے یہ کوئی معیار نہیں بن سکتا۔

دنیا میں بسا اوقات بظاہر نظر آنے والی معاشرتی قدریں بسا اوقات سخت قوانین اور اعلیٰ حکومتی پابندیوں کا نتیجہ ہوتی ہیں اور جب لحہ بھر کے لئے بھی وہ پابندیاں نہ رہیں اور کہیں قانون سے چوک ہو جائے تو پھر اخلاق یا معاشرتی اقدار کی دھجیاں اڑتی نظر آتی ہیں۔ جس کی ایک ادنیٰ مثال گزشتہ سالوں میں یورپ کے بعض ممالک میں ہونے والے وہ واقعات ہیں جن کے نتیجے میں لاکھوں کی املاک لوٹ لی گئیں۔

کیا یہ وہ اخلاقی قدریں ہیں جن پر ہم کسی مہذب معاشرے کو پرکھ سکتے ہیں ہر مہذب انسان اس سوال کا جواب یہ دے گا کہ نہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ کسی بھی انسانی معاشرے کی بنیاد ان لوگوں پر ہوتی ہے جو اس معاشرے کا حصہ ہوتے ہیں اور معاشرے میں ہمیشہ لوگ ایک دوسرے کے اندر پائی جانے والی خوبیوں یا خرابیوں کو ایک دوسرے سے اخذ کرتے ہیں اور یہی انسانی معاشرے کا انداز ہوا کرتا ہے۔ انسانی معاشرے اور سوسائٹی کی بنیاد گھر پر ہوتی ہے اور گھر دو افراد کے یکجا رہ کر اپنی نسل کو بڑھانے سے بنتا ہے۔ اور یہ امر ادنیٰ طور پر یہ چیز جانوروں اور پرندوں اور حتیٰ کہ پودوں میں بھی ملتا ہے اگر آپ اپنے اردگرد غور سے دیکھیں اور محسوس کریں تو آپ دیکھیں گے کہ جونہی پرندوں یا جانوروں کا Matting سیزن آتا ہے تو وہ اپنے لئے ساتھی کی تلاش میں نکل کھڑے ہوتے ہیں اور پھر جب ان کو اپنا ساتھی میسر آجاتا ہے تو اس کے ساتھ وقت گزارنے کے لئے وہ ایک گھر کی جستجو کرتے ہیں اور پھر ان کے ہاں جب بچے ہو جاتے ہیں تو ان کی تربیت کرتے ہیں پرندے اپنے بچوں کو دانا دنکا کھلاتے ہیں ان کو اڑنا سکھاتے ہیں اور ان کے ساتھ اس وقت تک رہتے ہیں جب تک وہ اڑان بھر کر اپنا سب کچھ خود کرنے کے قابل نہیں ہو جاتے یہ تو روز مرہ کی مثال ہے لیکن انسانی معاشروں کے بارے میں نظریات مختلف ہیں۔

مختلف مذاہب میں انسانی معاشروں میں اخلاقی قدروں کو مختلف شکلوں میں پیش کیا گیا ہے لیکن ایک بات جو تمام مذاہب میں مشترک طور سے نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ انسان کی معاشرتی اور اخلاقی ترقی کا تمام تر دارو مدار ان قدروں سے متعلق ہے جو گھر سے شروع ہوتی ہیں اور گھر کا آغاز دو افراد کے باہم تعلق اور بقائے نسل سے ہوتا ہے۔ جماعت احمدیہ اپنی تمام تر اساس اور بنیاد ان تعلیمات پر رکھتی ہے جو خدا تعالیٰ نے اپنی کامل کتاب قرآن کریم میں نازل فرمائیں جو بسم اللہ کی ب سے شروع اور والناس کی سین پر ختم ہوتی ہے۔ قرآن کریم نے انسانی معاشرے کی سب سے اہم قدر رشتۂ ازدواج کو قرار دیا ہے اور اس کو ایک اعلیٰ اخلاقی معاشرے کے حصول کیلئے بنیاد فرمایا ہے اور اس رشتہ کے نتیجے میں پیدا ہونے والے تعلق کو سکون اور نسل بقائے انسان کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

وہی ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا ہے اور اسی کی قسم سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ وہ اس کی طرف رغبت کر کے سکون پائے۔ پس جب وہ اسے ڈھانپ لیتا ہے تو وہ خفیف سا بوجھ اٹھا لیتی ہے اور اسے لیے پھرتی ہے پھر جب وہ (کچھ) بوجھل ہو جاتی ہے دونوں (مرد وعورت) اپنے اللہ سے جوان کا رب ہے دعا کرتے ہیں کہ اگر تو ہم کو ایک تندرست بچہ دے گا تو ہم شکر گذار بندے بن جائیں گے۔ (الاعراف:190)

قرآن کریم کی نزول کے اعتبار سے بہت ہی ابتدائی سورتوں میں اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ انسانی تخلیق میں زوج یعنی جوڑے کی صورت میں رہنے کی اہمیت ہے چنانچہ فرمایا

وَاَنَّہٗ خَلَقَ الزَّوْجَیْنِ ......

(النجم:48)

گویا بقائے انسانی کا انحصار جوڑے کی اس شکل پر ہے جس میں دو افراد مرد اور عورت ایک ایسے تعلق میں رہیں جس کا نتیجہ اولاد کی صورت میں نکلے۔ اور یہ بات خدا تعالیٰ کے قانون اور فطرت کا حصہ ہے۔ چنانچہ فرمایا:۔

دینی تعلیم میں نکاح اور شادی کو ان اخلاقی قدروں کے ساتھ جوڑا گیا ہے جو معاشرے کی پاکیزگی کی بنیادیں ہیں یعنی عفت اور حیاء۔

(النساء:2)

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اور چاہئے کہ وہ لوگ جن کو نکاح کی توفیق نہیں پاکیزگی اختیار کریں یہاں تک کہ اللہ ان کو اپنے فضل سے غنی بنا دے۔ (النور:34)

اس کی مزید وضاحت ایک حدیث کرتی ہے جو حسب ذیل ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہیں جانے کے لئے نکلے اور ہم سب جوان تھے اور صاحب مقدرت نہ تھے آپ نے فرمایا کہ اے گروہ جوانان تم پر نکاح کرنا واجب ہے کیونکہ یہ غض بصر پیدا کرتا ہے اور شرم گاہ کی حفاظت کرتا ہے اور جو تم میں سے اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اسے روزہ رکھنا چاہئے کیونکہ روزہ اس کی شہوت کو کاٹ دے گا۔ (ترمذی)

گویا دین کے نزدیک شادی بیاہ کی اہمیت اس وجہ سے ہے کہ اس کے نتیجے میں معاشرے میں وہ قدریں پیدا ہوتی ہے جو انسان کو جانور سے ممتاز کرتی ہیں۔ دین نے شادی کو ایک انسٹیٹیوشن قرار دیا ہے اور جو لوگ شادی کرتے ہیں وہ دراصل ایک پناہ گاہ میں آجاتے ہیں اور ان کو محصن یعنی ایک قلعہ میں بند قرار دیا ہے۔ جس طرح قلعہ میں مقیم فوج یا افراد دشمنوں کے حملوں سے محفوظ چلے جاتے ہیں اسی طرح ایک شخص مرد یا عورت جب شادی کر لیتا ہے تو وہ شہوانی حملوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

مغرب میں معاشرتی اقدار کی تبدیلی کی وجہ سے رفتہ رفتہ عورت کی قدر میں کمی ہوتی چلی گئی ہے اور شادی کے انسٹیٹیوشن کی قدر نہ کرنے اور گھروں کے ٹوٹنے کی وجہ سے معاشرے میں عورت محض عورت نہیں بلکہ ایک جنس بن کر رہ گئی اور ایک Commodity کی شکل بن گئی ہے اس کی ادنیٰ ترین مثال اگر دیکھنا ہو تو مغربی ممالک میں بعض چینلز پر رات گئے چلنے والے وہ کمرشلز ہیں جس میں عورت ایک جنس کی طرح اپنے آپ کو بیچنے کے لئے پیش کر رہی ہوتی ہے۔ مغربی معاشرتی قدروں میں تبدیلی اور یہ اخلاقی دیوالیہ پن اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ جنسی بے راہ روی اور اس قسم کی دوسری سرگرمیاں جنہیں نصف صدی پیشتر Prostitution کا نام دیا جاتا تھا اب عام کہانی بن چکی ہے اس کے مضمرات پر غور کرنے سے ایک بات سامنے آتی ہے کہ گھر ٹوٹنے کی وجہ سے سنگل پیرنٹ کا تصور آیا اور اس پر حکومت کو قانون سازی کرنا پڑی اور فطرتی ضروریات کو جب حدود سے نکالا گیا اور بے راہ روی کے راستے پر ڈال دیا گیا تو وہ انسانی حدود سے نکل کر جانوروں کی طرح جنسی ضرورت پوری کرنے کے راستے پر چل پڑیں اور پھر یہ سلسلہ بڑھتا چلا گیا اور اب Gay اور Lesbian ایک ہی جنس میں شادیوں کا رواج چل نکلا اور اس کے ساتھ ہی surrogate mothers کا تصور ابھر آیا۔ تیسری دنیا کے ممالک میں یہ ایک انڈسٹری کی صورت اختیار کرتا چلا جارہا ہے۔ جس میں ہندوستان سرفہرست ہے جہاں غربت اور افلاس سے مارے ہوئے علاقوں میں کرائے کی ماں جو بچہ پیدا کر سکے عام مل جاتی ہے اور پٹنہ اور بنگال کے مختلف علاقوں میں واقع یہ کلینک یہ کام کر رہے ہیں۔ جب یہ حالات بڑھتے چلے گئے تو اس پر مختلف ممالک میں قانون سازی کا سلسلہ چل نکلا ہے۔

اگر ہم تاریخ کے دھارے میں بحیثیت انسان کے اپنی تاریخی اور معاشرتی اور مذہبی اقدار کی حفاظت کرنے والے ہوتے یا کم از کم ان معاشرتی قدروں کی حفاظت کرنے والے ہوتے جو ایک معاشرے کی تکمیل اور اس کی تشکیل کے لئے ضروری ہیں اور ہم شادی کے ادارے کو ٹوٹنے نہ دیتے۔ تو آج ہمیں اس صورت حال کا سامنا نہ ہوتا۔

دین نے شادی ہونے کے بعد اس کے ٹوٹنے کی طرف بھی توجہ کی ہے اور عورت کے حقوق کے لئے کامل جدوجہد کی ہے۔ اگر ایک مرد شادی کے بعد کسی وجہ سے اس معاشرتی عہد کو پورا نہیں کر سکتا تو اس صورت میں مرد اور عورت دونوں کو بعض حقوق کی بھی ادائیگی کرنا پڑتی ہے۔ سب سے اول بات تو یہ ہے دین نے گھر کے قیام کے بعد اس کے توڑنے کو بامر مجبوری جائز تو سمجھا ہے لیکن اس کی حوصلہ افزائی قطعاً نہیں کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مغرب کی نسبت ان ممالک میں جو دین سے منسوب ہوتے ہیں طلاق کی شرح بہت کم ہے۔ ڈیلی ٹیلیگراف برطانیہ کی ایک رپورٹ کے مطابق

BRITAIN has the highest divorce rate and largest proportion of lone parents in Europe, according to the Broken Hearts report.

Figures show that a couple's prospects of a lasting marriage are bleaker in Britain than in any EU country.

Britain has 2.7 divorces per 1,000 of the population, compared with a European average of 1.8, according to Government figures in the study.

Italy had the lowest rate at 0.6 divorces, while Spain registered 0.9, France 2.0, Austria 2.2, Germany 2.3 and Finland alongside Britain on 2.7.

The high divorce rate, combined with the growth of cohabitation and illegitimate

births, resulted in Britain recording the highest proportion of children living in one-parent families.

More than a quarter of children in Britain now live in single-parent families, compared with a European average of 14 per cent. It is six per cent in Greece, 12 in Austria, 13 in France, 14 in Germany and almost 15 per cent in Belgium.

http://www.telegraph.
uknews/1384483/co.uk/news/
highest-divorBritain-has-the-
ce-rate-in-Europe.html

پولینڈ کے ایک ویب میگزین Polishsite کے مطابق یورپین یونین کے ادارہ شماریات نے جو اعداد وشمار جاری کئے ہیں اس کے مطابق یورپین یونین میں طلاق کی شرح ہر ایک ہزار افراد پر 1.2 ہے جبکہ برطانیہ میں 2.7 ہے پولینڈ میں طلاق لینے اور دینے سے متعلق قوانین سخت ہیں اور وہاں طلاق کی شرح کم ہے جبکہ ہنگری میں یہ شرح زیادہ ہے۔

معاشرتی طور پر طلاق جہاں ایک طرح سے بعض اوقات مفید ہوسکتی ہے لیکن اس کے مضمرات بہت خطرناک ہیں اور بجائے اس کے معاشرے میں اس سے کوئی فائدہ ہو نقصانات زیادہ ہیں اس پہلو سے مسلم معاشرہ اس کو دوسری طرح دیکھتا ہے۔ مسلم معاشرے میں حقوق کی ادائیگی اور طلاق کے بارے میں قوانین کس طرح کے ہیں اس کے متعلق صرف ایک حدیث پیش ہے

حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال چیزوں میں سے خدا کو سب سے ناپسند چیز طلاق ہے۔

ایک اور جگہ پر فرمایا ہے کہ

شادیاں کرو اور طلاقیں نہ دو کیونکہ اللہ تعالیٰ جلدی طلاق دینے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

گویا شادی کا بندھن ایک ایسا مقدس فریضہ ہے جس کا قیام ہونے کے بعد اس کو توڑنا بہت ہی ناپسندیدہ امر ہے اور اس کی وجہ اس کے مابعد پیدا ہونے والے مسائل ہیں خصوصاً بچے جو نفسیاتی الجھنوں کا شکار ہو جاتے ہیں اور پھر ان الجھنوں کی وجہ سے مجرمانہ ذہنیتیں یا پس ماندہ ذہن Develop ہونے لگتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کی بنیاد مارچ 1889ء میں رکھی گئی۔ بانی جماعت احمدیہ نے انسانی معاشرے کے اس پہلو یعنی شادی اور بیاہ کے معاملات پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ میں ان کی پیش کردہ تعلیمات کا خلاصہ پیش کر دیتا ہوں فرمایا کہ عورتوں اور بچوں کے ساتھ تعلقات اور معاشرت میں لوگوں نے غلطیاں کھائی ہیں اور جادہ مستقیم سے بھٹک گئے ہیں قرآن شریف میں لکھا ہے کہ **عاشروھن بالمعروف**۔ اب اس کے خلاف عمل ہو رہا ہے۔

پھر فرمایا کہ

درحقیقت نکاح مرد اور عورت کا باہم ایک معاہدہ ہے پس کوشش کرو کہ اپنے معاہدے میں دغا باز نہ ٹھہرو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ **عَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ** (النساء:20) یعنی اپنی بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو اور حدیث میں ہے کہ **خیرکم خیرکم لاھلہ** یعنی تم میں سے اچھا وہی ہے جو اپنی بیوی سے اچھا ہے سو روحانی اور جسمانی طور پر اپنی بیویوں سے نیکی کرو ان کے لئے دعا کرتے رہو اور طلاق سے پرہیز کرو کیونکہ نہایت بد خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو طلاق دینے میں جلدی کرتا ہے جس کو خدا نے جوڑا ہے اس کو ایک گندے برتن کی طرح جلد مت توڑو۔

(تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 75 حاشیہ)

پھر فرماتے ہیں "تمام دنیا میں انسانی فطرت نے یہی پسند کیا ہے کہ ضرورتوں کے وقت میں مرد عورتوں کو طلاق دیتے ہیں اور مرد کا عورت پر ایک حق زائد بھی ہے کہ مرد عورت کی زندگی کے تمام اقسام آسائش کا متکفّل ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے **وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ** (البقرة234) یعنی یہ بات مردوں کے ذمہ ہے کہ جو عورتوں کو کھانے کے لئے ضرورتیں ہوں یا پہننے کے لئے ضرورتیں ہوں وہ سب اُن کے لئے مہیا کریں۔ اس سے ظاہر ہے کہ مرد عورت کا مربی اور محسن اور ذمہ وار آسائش کا ٹھہرایا گیا ہے اور وہ عورت کے لئے بطور آقا اور خداوند نعمت کے ہے اسی طرح مرد کو بہ نسبت عورت کے فطرتی قویٰ زبردست دیئے گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب سے دُنیا پیدا ہوئی ہے مرد عورت پر حکومت کرتا چلا آیا ہے اور مرد کی فطرت کو جس قدر باعتبار کمال قوتوں کے انعام عطا کیا گیا ہے وہ عورت کی قوتوں کو عطا نہیں کیا گیا۔ اور قرآن شریف میں یہ حکم ہے کہ اگر مرد اپنی عورت کو مروت اور احسان کی رُو سے ایک پہاڑ سونے کا بھی دے تو طلاق کی حالت میں واپس نہ لے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسلام میں عورتوں کی کس قدر عزت کی گئی ہے ایک طور سے تو مردوں کو عورتوں کا نوکر ٹھہرایا گیا ہے اور بہرحال مردوں کے لئے قرآن شریف میں یہ حکم ہے کہ **وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ** (النساء:20) یعنی تم اپنی عورتوں سے ایسے حسن سلوک سے معاشرت کرو کہ ہر ایک عقلمند معلوم کر سکے کہ تم اپنی بیوی سے احسان اور مروت سے پیش آتے ہو۔ علاوہ اِس کے شریعت اسلام نے صرف مرد کے ہاتھ میں ہی یہ اختیار نہیں رکھا کہ جب کوئی خرابی دیکھے یا ناموافقت پاوے تو عورت کو طلاق دے دے بلکہ عورت کو بھی یہ اختیار دیا ہے کہ وہ بذریعہ حاکم وقت کے طلاق لے لے۔ اور جب عورت بذریعہ حاکم کے طلاق لیتی ہے تو اسلامی اصطلاح میں اس کا نام خُلع ہے۔ جب عورت مرد کو ظالم پاوے یا وہ اُس کو ناحق مارتا ہو یا اور طرح سے ناقابلِ برداشت بدسلوکی کرتا ہو یا کسی اور وجہ سے ناموافقت ہو یا وہ مرد دراصل نامرد ہو یا تبدیل مذہب کرے یا ایسا ہی کوئی اور سبب پیدا ہو جائے جس کی وجہ سے عورت کو اُس کے گھر میں آباد رہنا ناگوار ہو تو ان تمام حالتوں میں عورت یا اُس کے کسی ولی کو چاہئے کہ حاکم وقت کے پاس یہ شکایت کرے اور حاکم وقت پر یہ لازم ہوگا کہ اگر عورت کی شکایت واقعی درست سمجھے تو اس عورت کو اس مرد سے اپنے حکم سے علیحدہ کر دے اور نکاح کو توڑ دے لیکن اس حالت میں اس مرد کو بھی عدالت میں بلانا ضروری ہوگا کہ کیوں نہ اُس کی عورت کو اُس سے علیحدہ کیا جائے۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 288-289)

بقیہ از صفحہ 6: حضرت لیکڑھ خاں صاحب

رحیمہ بی بی کا رشتہ چوھدری غلام محمد پنام سے اور مجیدہ بی بی کا رشتہ شیر محمد آف بلا چور سے طے کر دیا اور شادی کی تاریخ طے کر دی۔ اس کی وجہ سے اور بھی طوفان مخالفت برپا ہو گیا۔ دونوں بیٹیوں کی باراتیں ایک ہی دن سڑوعہ آ پہنچی۔ اب تو مخالفوں نے ظلم وستم کی انتہا کر دی یہاں تک کہ باراتیوں کو گھر کے صحن میں بھی نہ بیٹھنے دیا گیا۔ ادھر گاؤں کے لوگ اکٹھے ہو کے پانی کے کنویں پر چلے گئے اور کہنے لگے کہ آج ہم مرزائی کافروں کو کنویں سے پانی نہیں بھرنے دیں گے۔ حضرت لیکڑھ خاں صاحب نے بڑے حوصلے اور صبر وتحمل سے کام لیا اور فوراً مہمانوں کے لئے چھت پر بیٹھنے اور سونے کا انتظام کروایا اور سب کو صبر کرنے کی تلقین کرتے رہے اور کہتے رہے کہ میرے مسیح نے فرمایا ہے کہ:

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو

آپ نے لوگوں کی منت سماجت کرنے کی بجائے مٹکوں میں اونٹوں پر سات آٹھ کلو میٹر دور سے پینے کا پانی منگوایا اور رات دیر گئے مہمانوں کے لئے کھانے کا انتظام کروایا۔ دو دن باراتیں ٹھہری رہیں اور عزت واحترام سے رخصت کیا۔ گالیاں دینے والے یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے۔

مخالفین احمدیت نے آپ کو ہر ممکن تکالیف دینے کی کوشش کی۔ لیکن آپ کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ آپ احمدیت قبول کرنے سے قبل کبھی کسی کی اونچی آواز تک بھی برداشت نہ کرتے تھے لیکن حضرت مسیح موعود کی غلامی میں آ کر مخالفین احمدیت کی گالیاں بھی برداشت کرتے اور دعائیں دیتے رہے۔

اسی طرح آپ کے قریبی دوست چوھدری چھجو خاں نے بھی آپ کی بہت مخالفت کی۔ ایک دن کہیں جاتے ہوئے دونوں دوستوں کا آمنا سامنا ہو گیا۔ چھجو خاں نے کہا او لیکڑھ خاں ہماری تمہاری دوستی ختم ہوگئی ہے کیونکہ تو کافر ہو گیا ہے۔ آپ نے کہا اب تو میں یار مومن ہوا ہوں۔ یہ بات سن کر چھجو خاں آگ بگولا ہو گیا اور لڑنے کے لئے تیار ہو گیا۔ آپ نے بڑے پیار سے کہا او بھائی بیٹھ کر بات کرتے ہیں اور آپ نے بڑے تحمل سے ان کو اپنے قادیان جانے کا سارا واقعہ سنایا اور کہا تم تو پڑھے لکھے ہو میں تو جاہل ان پڑھ ہوں اور میں تمہاری ہر بات ماننے کو تیار ہوں۔ لیکن میرے دوست میری صرف ایک بات مان لو کہ میرے ساتھ قادیان چلو اور جا کر اپنی آنکھوں سے حضرت مسیح موعود کا نورانی چہرہ دیکھ لو خدا کی قسم ان کا چہرہ نور سے منور ہے۔ میں نے آج تک اتنا نورانی چہرہ نہیں دیکھا۔ وہ شخص جھوٹا ہو ہی نہیں سکتا۔ حضرت مسیح موعود کے چند دن کے پیار محبت کی صحبت نے خوب رنگ دکھایا کہ شدید مخالفت کرنے والے چھجو خاں بھی تحقیق حق کے لئے قادیان جانے کے لئے تیار ہو گئے اور وہ بھی حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے ہاتھ پہ بیعت کر کے سلسلہ بیعت میں داخل ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت لیکڑھ خاں صاحب کی تضرعانہ دعاؤں کو سنا اور آپ کے دونوں چھوٹے بھائی بھی احمدیت میں داخل ہو گئے۔ خدا کے فضل سے دیکھتے دیکھتے سڑوعہ کے اکثر لوگ احمدیت کے کارواں میں داخل ہونے لگے اور یہ کارواں دن بدن بڑھتا چلا گیا۔ ہر مشکل گھڑی اور تکلیف میں خدا کے حضور گڑگڑاتے خدا تعالیٰ نے آپ کے صبر کا بے انتہا پھل دیا۔ ہمارے خاندان کی سعادت اور خوش نصیبی ہے کہ پڑدادا جان نے احمدیت کا پودا لگایا جس کا پھل آج ہمارا خاندان کھا رہا ہے۔ آپ کی وفات 1944ء میں ہوئی۔ خدا کے فضل سے آپ کے پڑپوتے پڑنواسے اولاد در اولاد سینکڑوں میں پھیلے پڑے ہیں۔ ع

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا

اللہ تعالیٰ ہماری آنے والی نسلوں پر بھی بیشمار رحمتیں اور فضل فرمائے اور ہمیں ہمیشہ آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خدا تعالیٰ حضرت لیکڑھ خاں ہرل صاحب کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (آمین)

☆..................☆..................☆

مکرم پروفیسر عبدالکریم خالد صاحب

’’قریۂ جاوداں‘‘ از محمد داؤد طاہر (ایک مطالعہ)

کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی ایسی کتاب ہاتھ لگ جائے جس کے مصنف سے ذاتی جان پہچان ہو تو اس کے احساس کی مانوس خوشبو آپ کو اس وقت تک بے چین رکھتی ہے جب تک آپ اس کے ورق ورق مطالعہ سے گزر نہ جائیں۔ ’’قریۂ جاوداں‘‘ کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ یہ کتاب جونہی مجھے ملی، اس کے مصنف محترم محمد داؤد طاہر صاحب سے تعلق خاطر سے الگ ’’قریۂ جاوداں‘‘ سے میری خاص نسبت اور اٹوٹ رشتہ آڑے آیا اور میں اس کے متن میں اس طرح کھو گیا کہ مجھے وقت گزرنے کا احساس ہی نہ ہوا۔ صفحہ بہ صفحہ کتاب کی پہلی خواندگی کے بعد میرا فوری ردعمل ایک نظم کی صورت میں ہوا۔ اسے آپ حاصل مطالعہ بھی کہہ سکتے ہیں لیکن کتاب پڑھتے ہوئے مجھ پر جو کیفیتیں وارد ہوئیں انہوں نے مجھے الٹ پلٹ کر رکھ دیا۔ ان شعروں کا سارا کریڈٹ داؤد طاہر صاحب کو جاتا ہے اور میں انہیں انہی کے نام معنون کرتا ہوں۔ ؎

میرے آگے ڈھیر لگا ہے اتنی ساری یادوں کا
کون دریچہ کھول گیا ہے بھولی بسری یادوں کا
کچھ یادیں میرے بچپن کی ہیں کچھ بچپن سے آگے
کیسا ہے انمول خزانہ اگلی پچھلی یادوں کا
کتنے اجلے نکھرے چہرے جھانک رہے ہیں پردوں سے
کیسے کیسے لوگ ہیں جھومر ان البیلی یادوں کا
آہ وہ میری دادی اماں آہ وہ میرے بابا جی
البم کھولے دیکھ رہا ہوں چہرہ ان کی یادوں کا
میرے پیارے ابو جاں درویش صفت خاموش طبع
جن کا اک اک رنگ جما ہے آنکھ میں بھیگی یادوں کا
گھر کے کچے آنگن میں اک بیل لگی انگوروں کی
اس کے ساتھ کیاری میں اک پھول مہکتی یادوں کا
ہم سب مل کر کھیل رہے ہیں آنکھ مچولی گلیوں میں
کتنا اچھا لگتا ہے یہ کھیل سہانی یادوں کا
خالد مجھ کو یاد ہے اب تک منظر پہلی بارش میں
بھور سمے وہ سوندھی سوندھی خوشبو والی یادوں کا
سب آنی ہے سب جانی ہے سب کھیل یہاں کا فانی ہے
آباد ہے میرے دل میں لیکن ربوہ اجلی یادوں کا

نفسیات دان اس کیفیت کو جس میں ماضی کی طرف مراجعت کر کے یادآوری کا عمل انجام پاتا ہے، ناسٹلجیا (Nostalgia) کا نام دیتے ہیں۔ جو تصوراتی سطح پر دردانگیز مراجعت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اردو میں اس کے لئے پس کربیہ کی اصطلاح مستعمل ہے جس میں وقتی طور پر انسان کے دل میں ایسے جذبات بیدار ہوتے ہیں جو ایک کربیہ کیفیت کو جنم دیتے اور اسے دکھی اور غمگین کر دیتے ہیں۔ تاہم ان جذبات کی نوعیت مختلف بھی ہو سکتی ہے۔ ایسا شخص جو اپنے حال سے مطمئن ہو اور مستقبل کے روشن امکانات پر نظر رکھتا ہو، خاص طور پر ایسا شخص جو اس امر پر یقین رکھتا ہو کہ یہ سب کچھ قدرت کے گردشی نظام کے تحت انجام پاتا ہے، ان جذبات سے نشاط و سرور بھی کشید کر سکتا ہے لیکن ایسا کم کم ہی ہوتا ہے۔ بعض اوقات یہ جذبات ایک ہیجانی کیفیت اختیار کر جاتے ہیں اور ایک مرض کا روپ دھار کر انسانی زندگی کا ایک مستقل رویہ بن جاتے ہیں۔ یہ انتہائی صورت منفی رجحان کی حامل ہے۔ میں ناسٹلجیا کو ایک ذہنی کیفیت کا نام دوں گا جس کا تعلق انسان کی یادداشت، اس کے حافظے، ذہانت اور تخلیقی استعداد کے ساتھ ہے جسے کام میں لا کر وہ گرہ در گرہ بندھی ہوئی یادوں کی گٹھڑی کو کھولتا ہے۔ وہ یادوں کے اس خزانے کو سینت سینت کر رکھتا ہے۔ الجھی ہوئی گرہوں کو بڑے سبھاؤ اور رچاؤ سے سلجھاتا ہے۔ اس سلجھاؤ میں انگلیوں کو فگار بھی کرتا ہے۔ ماضی کی باز آفرینی میں وہ ایک گلی سے دوسری گلی کا ایک گھر سے دوسرے گھر کا اور ایک شخص سے دوسرے شخص کا سراغ پاتا ہے۔ ایک سرے سے دوسرا سرا باندھتا ہے اور دوسرے سے تیسرا اور یوں دھیرے دھیرے اس آخری سرے تک پہنچ جاتا ہے جہاں اس کا مطلوبہ شخص بیٹھا نظر آتا ہے اور اسے پہچان کر وہ خوشی اور مسرت سے لبریز ہو جاتا ہے۔

محمد داؤد طاہر صاحب نے یہ کام خارجی اور داخلی دونوں سطحوں پر اس خوش سلیقگی اور ہنرمندی سے انجام دیا ہے کہ ان کی یہ کتاب بجائے خود اعلیٰ تخلیقی حسن سے مملو ہو گئی ہے۔ خارجی سطح پر انہوں نے تحقیق کے روایتی اور جدید ہر دو اصولوں کو اپنایا ہے۔ انہوں نے اپنے موضوع کے حوالے سے قدیم دستاویزات، خطوط، اخبارات و رسائل کے پرانے فائلوں تک رسائی حاصل کی اور اس کے ساتھ ساتھ اندرون اور بیرون ملک ٹیلیفونک رابطوں کے ذریعے مختلف شخصیتوں کے احوال و آثار دریافت کئے۔ معلوم سے نامعلوم تک کے سفر میں ہزار رکاوٹیں اور کٹھنائیاں ہیں جن سے وہ نبرد آزما ہوئے۔ کہیں گہری دھند میں لپٹی ہوئی اور گرد آلود ساعتوں میں گم شخصیتوں کا کوئی سرا ہاتھ نہ آیا تب بھی انہوں نے ہمت نہ ہاری اور اپنی یادوں کی کھتونی ٹٹول کر یادداشت اور حافظے کے بل پر شعور کی رو (Stream of Consciousness) میں بہتے ہوئے اپنے اہداف کے سر پر جا پہنچے۔ جہاں یہ بھی ممکن نہ ہوا وہاں انہوں نے صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے اپنی امکانی کوششوں کا ذکر کر دیا اور خیال آرائی یا کسی خود تراشیدہ افسانے سے گریز کرتے ہوئے سچ کو سچ ہی رہنے دیا۔ داؤد طاہر صاحب بلاتحقیق کوئی بات نہیں لکھتے۔ ہمارے یہاں تو اکثر بعض ثقہ لوگوں کے ہاتھ بھی کاتا اور لے دوڑی والا معاملہ نظر آتا ہے اور ایسی باتیں بھی ان کے قلم سے نکل جاتی ہیں جو غیر مصدقہ ہوتی ہیں۔ بعض اوقات افواہوں کو بھی حقیقت سمجھ لیا جاتا ہے۔ بعض لوگوں کے بارے میں ایسے لطائف مشہور ہو جاتے ہیں جن سے ان کی شخصیت کا امیج کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے اور بعض صورتوں میں وہ ایک افسانوی کردار معلوم ہونے لگتے ہیں۔ ہمیں داؤد طاہر صاحب کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ انہوں نے ایسی شخصیتوں کے کردار و اعمال کی اس طور آئینہ بندی کی ہے کہ ان پر آنے والی ہلکی سی خراش کو بھی معدوم کر کے ایک اجلی اور روشن تصویر دکھا دی ہے۔

وے صورتیں الٰہی کس دیس بستیاں ہیں
اب دیکھنے کے جن کو آنکھیں ترستیاں ہیں

یہ کتاب 1949ء سے 1970ء کے عہد کے ربوہ کے منظر نامے کی ایک مکمل تاریخ بھی ہے اور تصویر بھی جس میں ایک منظر سے دائرہ در دائرہ کئی منظر ابھرتے ہیں۔ ایک بات سے سو باتیں نکلتی ہیں۔ ایک شخصیت کے پس منظر میں اس کے سارے کنبے اور خاندان کے خدوخال نمایاں ہوتے ہیں۔ ایک تصویر سے کئی تصویریں بنتی ہیں جن میں چھوٹے بڑوں سبھی کے چہرے اپنی چھب دکھاتے ہیں۔ داؤد طاہر صاحب کے یہاں منظر نگاری تو ہے ہی۔ انہیں جزئیات نگاری میں بھی کمال حاصل ہے۔ وہ ربوہ کی تہذیبی اور تمدنی فضا میں ایک ذرا سی بات بھی نہیں بھولتے۔ ربوہ کے عمومی ماحول اور اس ماحول میں سانس لینے والے لوگوں کے معمولات، اہل حرفہ اور مختلف پیشوں مثلاً طبابت، حکمت، میڈیکل سائنس، ہومیوپیتھی، نرسنگ، دندان سازی، فوٹوگرافی، زرگری، خیاطی، آہن گری، معمارگری، خشت سازی، چوب گری، حلوائی، سبزی فروش، حجام، باورچی، سقے، گوالے، پرچون فروش، مختلف کھیلوں مثلاً باسکٹ بال، فٹ بال، ہاکی، کرکٹ کے قومی اور عالمی کھلاڑیوں کے بارے میں انہوں نے اتنی معلومات جمع کر دی ہیں کہ حیرت ہوتی ہے اور بے اختیار ان کے مشاہدے کی وسعت اور گہرائی کی داد دینا پڑتی ہے۔ دیکھا جائے تو اس شہر کا شاید ہی کوئی ایسا شخص ہو گا جس کا نام کتاب میں درج ہونے سے رہ گیا ہو۔ داؤد طاہر صاحب نے آپ بیتی کے رنگ میں احوال الرجال کا اسلوب اختیار کیا ہے۔ وہ اپنے بچپن کا حال بیان کرتے ہیں۔ جوانی کا قصہ چھیڑتے ہیں۔ مگر ایک مسلسل تگ و پو، کاوش پیہم، ایک تسلسل سے جدوجہد ان کے ہم رکاب رہی۔ ناکامیوں کا منہ بھی دیکھنا پڑا لیکن اپنی ہمت اور استقامت سے اور بزرگوں کی دعاؤں سے انہیں اپنے پاؤں تلے روند کر آگے نکل گئے۔ بے مہری حالات کا شکوہ بھی زبان پر آیا مگر نیکی، صبر اور وفا کی جو گرمی ان کے لہو میں ہے وہ ایسے موقعوں پر ان کے کام آتی رہی اور انہیں اپنی غلطی کا شدید احساس دلا کر استغفار کا موقع دیتی رہی۔ تب ان پر کھلا کہ انسانی زندگی میں آنے والے سخت مقامات اس کی تربیت اور آئندہ ترقی کے لئے کتنے اہم ہوتے ہیں۔ یوں اس کے دل میں آسائشوں کی قدر پیدا ہوتی ہے۔

کتاب کا ایک بڑا حصہ تعلیم الاسلام ہائی سکول، تعلیم الاسلام کالج اور ان اداروں کے مشفق و مہربان اور بلند فکر اساتذہ کی یادوں پر مشتمل ہے۔ میں اس چمنستان سے گزرتے ہوئے قدم قدم پر رکا ہوں اور دیر تک ان دل افروز نظاروں کی دید سے آنکھیں ٹھنڈی کی ہیں جو دھیان سے محو ہوتے ہوئے گم ہو چلے تھے۔ عزیز حامد مدنی کا یہ شعر بار بار میری زبان پر آتا رہا۔ ؎

وہ لوگ جن سے تری بزم میں تھے ہنگامے
گئے تو کیا تری بزم خیال سے بھی گئے

داؤد طاہر صاحب کے سحر طراز قلم نے مجھے کیا کیا یاد دلا دیا۔ اپنے روشن دماغ اور محبت کرنے والے اساتذہ کے ذکر پر آنکھیں نم ہیں اور قلم کو لکھنے کا یارا نہیں۔ داؤد طاہر صاحب کی جادو اثر تحریر نے ان بزرگ اساتذہ کو زندہ ہی نہیں کیا بلکہ سکول اور کالج کے کمروں، برآمدوں اور رستوں پر چلتے پھرتے دکھا دیا ہے۔ میں نے 1968ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ جبکہ داؤد طاہر صاحب 1961ء میں میٹرک کر کے سکول سے جا چکے تھے۔ گویا میرے اور ان کے درمیان سات برس کا فاصلہ حائل رہا اور میں نہ سکول میں انہیں دیکھ سکا نہ کالج میں۔ لیکن اس کے باوجود میں ان کے مشاہدے میں خود کو شریک پاتا ہوں۔ انہوں نے اساتذہ کرام کی جو تصویر کشی کی ہے یہ وہی ہے جو میرے حافظے میں محفوظ ہے۔ البتہ ان کے بارے میں جو پس منظری معلومات فراہم کی گئی ہیں وہ مجھ سمیت شاید اس اس دور کے کسی طالب علم کے علم میں نہیں ہیں۔ 1962ء سے 1968ء تک کے دورانیے میں سکول میں چند نئے اساتذہ بھی تشریف لائے جن سے مجھے شرف تلمذ حاصل ہوا۔ ان میں ماسٹر محمد صدیق صاحب، ماسٹر عبدالرب صاحب اور ماسٹر عبدالرشید صاحب کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ اسی طرح کالج میں پروفیسر سعود احمد خان صاحب، پروفیسر محمد سرور صاحب اور پروفیسر مبارک احمد عابد صاحب نے 1968ء کے بعد ورود فرمایا۔ ان میں پروفیسر محمد سرور صاحب سے مجھے اکنامکس کا مضمون پڑھنے کا موقع ملا۔ باقی میرے اور ان کے اساتذہ مشترک ہی تھے اور ان کے بارے میں انہوں نے جو لکھ دیا ہے

اسے میں حرف آخر سمجھتا ہوں اور اس میں کسی اضافے کا خود کو اہل نہیں پاتا۔ پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب سے انہوں نے انٹر تک پڑھا۔ جبکہ مجھے بی اے میں بھی اردو اختیاری کے مضمون میں ان سے فیض اٹھانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ بعد میں مجھے خود بھی تدریس کے شعبے سے وابستہ ہوکر اردو زبان وادب کے بڑے بڑے اساتذہ کو دیکھنے کا موقع ملا لیکن ڈاکٹر پروازی صاحب جیسا صاحب علم اور صاحب دانش ایک بھی نظر نہ آیا اور نہ ہی ان جیسی نثر لکھنے والا کوئی دکھائی دیا۔

داؤد طاہر صاحب نے چار خلفائے عظام کا زمانہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ خلافت ثانیہ کا عہد انہوں نے اپنے والد محترم مولانا محمد یعقوب طاہر کے زیر سایہ رہ کر مشاہدہ کیا جو شعبہ زودنویسی سے منسلک ہونے کے باعث حضور اقدس سے بہت قریب رہے۔ خلافت ثالثہ کے عہد میں وہ جوان ہو چکے تھے۔

تعلیم الاسلام کالج میں آئے تو حضرت مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تھے۔ چنانچہ کالج میں تحصیل علم کے دوران انہیں حضور کو بہت قریب سے دیکھنے اور آپ کی شفقتوں اور محبتوں سے وافر حصہ پانے کا موقع ملا۔ کتاب میں انہوں نے حضور کے حوالے سے کچھ اپنی ذاتی یادیں شامل کی ہیں اور کچھ محترم چوہدری محمد علی صاحب اور محترم چوہدری حمید اللہ صاحب کی زبانی گفتگو اور یادداشتوں سے اخذ کی ہیں۔ یوں یہ ذکر جمیل کتاب میں جگہ جگہ حسن دل افروز سے معمور نظر آتا ہے۔ خلافت رابعہ کے عہد میں وہ سینئر سول سروس سے وابستہ ہوئے۔ اپنی پیشہ وارانہ مصروفیات کے باوجود انہوں نے اس وجود مقدس سے اپنے تعلق کو قائم رکھا اور آپ کی دعاؤں کے فیض سے اعلیٰ ترقیات کے مراحل طے کرتے رہے۔

خلافت خامسہ کے عہد میں وہ اپنے عہدہ جلیلہ سے سبکدوش ہوئے اور اس کے بعد پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ممبر کے طور پر خدمات انجام دیتے رہے اور اب خلافت خامسہ ہی کے عہد میں وہ اپنی یہ معرکۃ الآراء کتاب تصنیف کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اس کتاب میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دو صفحات پر مشتمل وہ شفقت آمیز خط بھی شامل ہے۔ جو حضور اقدس نے اس کتاب کا مسودہ ملاحظہ کر کے تحریر فرمایا۔ داؤد طاہر صاحب خوش قسمت ہیں کہ ان کی اس کتاب کو دربار خلافت میں پذیرائی حاصل ہوئی۔ حضور کے یہ الفاظ کتاب کی کامیابی کی دلیل ہیں کہ:

”ربوہ کی بستی کی بہت سی یادیں ابھر کر سامنے آگئیں۔ میری تو پیدائش بھی ربوہ کی ہے اور جہاں تک میرا علم ہے اپنے خاندان میں میں پہلا لڑکا تھا جو ربوہ میں پیدا ہوا اور پھر تمام عمر ربوہ میں گزاری۔ فیصل آباد، یونیورسٹی میں جب پڑھتا تھا تو وہ دو تین سال کا عرصہ ربوہ سے باہر گزرا لیکن اس وقت بھی ہر ہفتہ دو دن کے لئے ربوہ آجایا کرتا تھا کہ اس کے بغیر طبیعت بے چین ہوتی تھی۔ پھر 2003ء تک صرف آٹھ سال ربوہ سے باہر گھانا مغربی افریقہ میں گزارے۔ اس سے ربوہ کی بستی سے میرے تعلق اور وہاں کے رہنے والوں سے میرے پیار کا آپ کو اندازہ ہوگیا ہوگا۔ تفصیل میں نہیں جاتا کہ جذبات کا زیادہ اظہار نہ ہو جائے۔ میری طبیعت کچھ ایسی ہے کہ ان کو قابو میں ہی رکھنا چاہتا ہوں۔

بہرحال آپ کی کتاب پڑھ کر ربوہ کے گلی کوچے اور پرانے لوگ ہنستے مسکراتے، قانع، پیار کرنے والے، عبادت کا حق ادا کرنے والے، ذکر الٰہی سے زبانوں کو تر رکھنے والے بزرگ نظروں کے سامنے آگئے۔

(ص15)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس خط سے جہاں کتاب کے بارے میں خوشنودی کا اظہار ہوتا ہے۔ وہاں ہجر کے اس کرب کو بھی صاف محسوس کیا جاسکتا ہے جو گزشتہ ایک طویل عرصہ سے ربوہ سے دور رہ کر آپ کے دل کو تڑپاتا ہے اور غموں کے ساتھ ایک یہ بھی غم ہے جسے دل میں دبانے اور جذبات کو قابو میں رکھنے کا حوصلہ اس ہستی کو ہی عطا ہوا ہے جس پر اللہ کا سایہ ہے اور جسے تائید ایزدی حاصل ہے۔ ورنہ یہ عام انسان کے بس کی بات نہیں۔

داؤد طاہر صاحب ہم سب کے دلی شکریے کے مستحق ہیں کہ انہوں نے انتہائی محنت اور جانفشانی سے ادھر ادھر بکھری ہوئی یادوں کی جمع آوری سے ایک انمول خزانہ اکٹھا کرلیا ہے۔ جو اپنی قیمت اور قامت میں غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ اسے اگر ربوہ کی قدیم شخصیات کا انسائیکلو پیڈیا کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت وسلامتی سے رکھے، ان کا قلم یونہی رواں رہے اور وہ جلد اپنی اس کتاب کو بھی مکمل کرلیں جو ان کے سرکاری ملازمت میں آجانے کے بعد کے حالات پر مشتمل ہوگی۔

پس نوشت

اس کتاب کے تعلق سے ایک نظم میرے دھیان میں آگئی ہے۔ یہ نظم ہم بچپن میں لے سے پڑھا کرتے تھے اور اس کا اثر آج تک ذہن میں محفوظ ہے۔ احسن اسماعیل صدیقی نے یہ نظم اپنی بھتیجی پروین اسلام کی فرمائش پر لکھی تھی۔ اس نظم کے چند اشعار یاد رہ گئے ہیں۔

عرفان کی بارش ہوتی ہے دن رات ہمارے ربوہ میں
اک مرد مجاہد رہتا ہے دریا کے کنارے ربوہ میں
سرسبز بھی ہے شاداب بھی ہے عرفاں کی نہریں بہتی ہیں
اور دیکھنے والے دیکھتے ہیں جنت کے نظارے ربوہ میں
اس خاک کے ذرے ذرے میں اعجاز مسیحا دیکھا ہے
بستے ہیں مسیح و مہدی کے کچھ راج دلارے ربوہ میں
توحید کی باتیں کرتے ہیں محبوبؐ خدا پر مرتے ہیں
یہ کوئی فرشتے ہیں یا رب جو تو نے اتارے ربوہ میں

مکرم نسیم احمد ہرل صاحب

حضرت ملک لیکھر خاں صاحب ہرل رفیق حضرت مسیح موعود

حضرت ملک لیکھر خاں صاحب ہرل ولد ملک رالہ خاں ہرل 1866ء سڑوعہ انڈیا ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد اور چچا مکرم نہالہ خاں ہرل خاندانی رنجشوں اور برادری کی آپس میں بڑھتی ہوئی دشمنی کی وجہ سے دریائے چناب کے آس پاس کے علاقہ سے ہجرت کر کے سڑوعہ جا کر آباد ہوگئے۔ رالہ خاں ہرل کو خدا تعالیٰ نے تین بیٹوں رلدو خاں ہرل، حضرت ملک لیکھر خاں ہرل، ملک جمال دین ہرل سے نوازا۔ والد اور چچا کی وفات کے بعد خاندان والوں نے منجھلے بھائی حضرت لیکھر خاں ہرل صاحب کی بیشمار خوبیوں کی وجہ سے پگڑی پہنادیگئی اور خاندان کی تمام تر ذمہ داریاں آپ کے سپرد کردی گئیں۔ آپ نے تمام ذمہ داریوں کو خوب نبھایا۔

آپ بہت ذہین، سمجھ دار، سچ بولنے والے، جرأت مند، دلیر، امانتدار اور دیانتدار سمجھے جاتے تھے۔ ہمیشہ سچائی کا ساتھ دیتے اور سچی بات پر ڈٹ جاتے اپنوں، غیروں کے فیصلے انصاف سے کرتے لوگ اپنی امانتیں آپ کے پاس رکھواتے۔ علاقے میں سچائی اور بہادری کی وجہ سے بے حد عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے۔

احمدیت قبول کرنے پر اپنے پرائے، دوست احباب سب دشمن ہوگئے اور مخالفت کا بازار گرم کر دیا گیا۔ لیکن آپ کے پائے ثبات میں ذرا بھی لغزش نہ آئی۔

احمدیت قبول کرنے سے قبل آپ سڑوعہ سے لائل پور (فیصل آباد) کے قریب چک میں اپنی بڑی بیٹی سے ملنے آیا کرتے تھے۔ 1905ء میں جب آپ بیٹی سے مل کر واپس سڑوعہ جانے کے لئے لاہور سٹیشن پر پہنچے تو لوگوں کا بڑا ہجوم دیکھا اور لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا بات ہے؟ جس پر احمدی لوگوں نے بتایا کہ ہم سب قادیان جارہے ہیں۔ قادیان میں مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے ”کہ میں ہی چودھویں صدی کا امام مہدی و مسیح موعود ہوں جس کے متعلق پیشگوئی فرمائی گئی تھی اور جس مسیح کے آنے کا انتظار تھا وہ میں ہی ہوں“۔ ان لوگوں کی باتیں سن کر آپ کے دل پر گہرا اثر ہوا اور آپ واپس سڑوعہ جانے کی بجائے انہیں لوگوں کے ہمراہ لاہور سے سیدھا قادیان چلے گئے سوچا زندگی کا کیا بھروسہ کب موت آجائے خدا کو کیا جواب دوں گا۔ کیوں نہ اپنی آنکھوں سے جا کر زمانے کے امام مہدی کو دیکھ آؤں۔ جب قادیان پہنچے تو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تو **حضرت مسیح موعود کا چہرہ مبارک دیکھتے ہی آپ کا دل بے اختیار کہہ اٹھا کہ یہ شخص کبھی جھوٹا نہیں ہوسکتا یہ تو کوئی فرشتہ صفت انسان ہے** اور آپ نے حضرت مسیح موعود کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا اور چند دن قادیان رہنے کے بعد حضرت مسیح موعود سے واپسی کی اجازت طلب کی اور سڑوعہ کا سفر اختیار کیا۔

جب کافی دنوں بعد آپ سڑوعہ پہنچے تو آپ سے ملنے کے لئے اردگرد کے لوگ ملنے چلے آئے اور آپ نے لوگوں کو قادیان جانے کا سچ سچ بتادیا اور سب کو لاہور سٹیشن کا واقعہ سنایا اور بتایا کہ حضرت مسیح موعود سے ملاقات کے بعد آپ کا نورانی چہرہ مبارک دیکھتے ہی مجھے آپ کی صداقت کا یقین ہوگیا اور میں نے آپ کی بیعت کرلی ہے۔ بس یہ کہنا تھا کہ یہ خبر سڑوعہ اور اس کے آس پاس کے گاؤں میں آگ کی طرح پھیل گئی کہ لیکھر خاں قادیان جا کر مرزائی کافر ہوگیا ہے۔ پھر تو اپنے پرائے سب ہی گندی گالیاں دینے لگے۔ شدید مخالفت کا بازار گرم ہو گیا۔ اپنوں نے بھی ناطہ توڑ لیا اور یار دوستوں نے لین دین میں قطع تعلق کا اعلان کردیا۔ لیکن آپ نے کسی کی پرواہ نہ کی اور بڑے صبر وتحمل اور حوصلے سے سب سے مقابلہ کرنے کی ٹھان لی اور اپنی دونوں بیٹیوں کے رشتے اپنے خاندان میں کرنے کی بجائے نئے احمدیوں میں طے کردیئے۔

باقی صفحہ 4 پر

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

✿ مکرم راشد اسلم صاحب مربی سلسلہ کوٹ بہادر ضلع جھنگ تحریر کرتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کوٹ بہادر ضلع جھنگ کی رابعہ خان بنت مکرم حبیب خان صاحب نے تقریباً 10 سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ قرآن مجید پڑھانے کی سعادت خاکسار کے حصہ میں آئی۔ 27 مئی 2015ء کو تقریب آمین ہوئی۔ مکرم محمود احمد صاحب انسپکٹر خدام الاحمدیہ نے بچی سے قرآن مجید کے مختلف حصص سنے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ باقاعدہ تلاوت قرآن کریم کرنے، ترجمہ سیکھنے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

✿ مکرم ظفر اللہ صاحب ولد مکرم نصر اللہ صاحب کارکن دارالضیافت ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی خوشدامن محترمہ شفقت بی بی صاحبہ زوجہ مکرم محمد ریاض صاحب چک نمبر 5 احمد آباد ضلع بدین مورخہ 17 مئی 2015ء کو 56 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی اچانک وفات پا گئیں۔ مورخہ 18 مئی کو ان کی نماز جنازہ مکرم نصیر احمد کھرل صاحب مربی ضلع بدین نے پڑھائی اور مقامی قبرستان میں تدفین کے بعد دعا بھی انہوں نے ہی کروائی۔ مرحومہ نیک، ایماندار، پابند نماز، پرہیزگار اور غریبوں کی ہمدرد تھیں۔ مرحومہ اپنے خاندان میں اکیلی احمدی تھیں۔ پورے خاندان کی مخالفت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اپنی اولاد کی بہترین تربیت کی اور ان کو خلافت کا شیدائی بنایا۔ مرحومہ کے تقویٰ کا اثر غیر از جماعت پر بھی تھا اور وہ ان سے مشورہ لیتے تھے مرحومہ نے خاوند کے علاوہ تین بیٹے مکرم یاسر ریاض صاحب، مکرم محمد آصف صاحب، مکرم محمد عامر صاحب، دو بیٹیاں مکرمہ رخسانہ ظفر صاحبہ اہلیہ خاکسار، مکرمہ فرزانہ سمیع صاحبہ اہلیہ مکرم سمیع اللہ صاحب صدر جماعت چک نمبر 5 احمد آباد ضلع بدین، 11 نواسے نواسیاں اور 5 پوتے پوتیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ تمام اولاد شادی شدہ ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند کرے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دے نیز ان کی اولاد کو ان کی نیکیاں جاری رکھنے اور صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تکمیل ناظرہ قرآن

✿ مکرم رفیع احمد رند صاحب انسپکٹر روزنامہ الفضل تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بڑی بھابھی مکرمہ بشیراں مبارک صاحبہ اہلیہ مکرم مبارک احمد خان رند صاحب کارکن دفتر خزانہ ربوہ کو اللہ تعالیٰ نے **50 سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ مکمل کرنے کی توفیق دی ہے۔** ان کو قرآن مجید پڑھانے کی سعادت محترمہ آصفہ اکرم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد اکرم صاحب مربی سلسلہ کے حصہ میں آئی۔ تمام احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے بابرکت کرے اور قرآن مجید کی تعلیم پر صحیح معنوں میں عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تربیتی سیمینار

(مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ)

✿ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ مقامی کو ربوہ بھر میں تحریک جدید کے موضوع پر بلاک وائز تربیتی سیمینارز کروانے کی توفیق مل رہی ہے۔ اس سلسلہ میں "رحمت ب بلاک" کا تربیتی سیمینار مورخہ 10 جون 2015ء کو بعد نماز مغرب و عشاء بیت ناصر دارالرحمت غربی ربوہ میں منعقد ہوا۔ پروگرام کے مہمان خصوصی محترم عبدالسمیع خان صاحب ایڈیٹر روزنامہ الفضل تھے۔ سیمینار کا عنوان مطالبات تحریک جدید میں سے 23 واں مطالبہ "راستوں کی صفائی" تھا۔ تلاوت، عہد اور نظم کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا طلحہ احمد بشیر صاحب ناظم تحریک جدید مجلس خدام الاحمدیہ مقامی نے سیمینار کا تعارف پیش کیا۔ جس کے بعد محترم مہمان خصوصی نے خطاب کیا۔ آخر پر مکرم ناظم صاحب نے مہمان خصوصی اور شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور مہمان خصوصی نے اختتامی اجتماعی دعا کروائی۔

نکاح

✿ مکرم رانا عبدالغفور خاں صاحب باب الابواب ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میری بیٹی محترمہ طاہرہ صدیقہ صاحبہ کے نکاح کا اعلان مکرم محمد مبارک صاحب ابن مکرم محمد افضل ساجد صاحب کے ساتھ مورخہ 2 مئی 2015ء کو مبلغ دو لاکھ پچاس ہزار روپے حق مہر پر مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر رشتہ ناطہ نے بیت المبارک ربوہ میں کیا۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کیلئے محض اپنے فضل سے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین

تعلیمی سیمینارز

✿ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے سال 2014-15ء میں نظارت تعلیم کے تحت ربوہ اور پاکستان کے درج ذیل 22 اضلاع مظفر آباد، میرپور Ak، کوئٹہ، میرپورخاص، حیدرآباد، عمرکوٹ، کراچی، اٹک، پشاور، اسلام آباد، راولپنڈی، جہلم، گجرات منڈی بہاؤ الدین، خوشاب، جھنگ، حافظ آباد، ننکانہ صاحب، لاہور، لیہ، راجن پور اور بہاولپور کی 334 جماعتوں کے 40 تعلیمی سیمینارز منعقد کئے گئے۔ جن میں مکرم صفدر نذیر گولیکی صاحب نائب ناظر تعلیم نے شرکت کی۔ ان سیمینارز میں 2 ہزار 551 افراد نے شرکت کی اور کل 1 ہزار 742 طلباء سے رابطہ کر کے ان کی راہنمائی کی گئی۔ اللہ تعالیٰ ان کے نیک نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین

درخواست دعا

✿ مکرم چوہدری رشید محمود کاہلوں صاحب صدر جماعت سبزہ زار لاہور تحریر کرتے ہیں۔

مکرم مرزا لطیف احمد صاحب سیکرٹری اصلاح وارشاد حلقہ سبزہ زار لاہور کو مورخہ 12 جون 2015ء کو ہارٹ اٹیک ہوا۔ پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں انجیوگرافی متوقع ہے۔ تمام احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت و سلامتی والی زندگی اور شفاء کاملہ و عاجلہ عطا کرے نیز جملہ پیچیدگیوں سے ہمیشہ اپنے فضل سے محفوظ رکھے۔ آمین

اعلان دارالقضاء

(مکرم حمید اللہ خاں ملک صاحب
ترکہ مکرمہ رضیہ ملک صاحبہ)

✿ مکرم حمید اللہ خاں ملک صاحب نے درخواست دی ہے کہ خاکسار کی اہلیہ مکرمہ رضیہ ملک صاحبہ وفات پا گئی ہیں۔ ان کے نام قطعہ نمبر 1 بلاک نمبر 5 محلہ دارالرحمت برقبہ 10 مرلہ بطور مقاطعہ گیر منتقل کردہ ہے۔ لہٰذا یہ قطعہ خاکسار کے نام منتقل کر دیا جائے دیگر ورثاء کو اعتراض نہ ہے۔

تفصیل ورثاء

1۔ مکرم حمید اللہ خاں ملک صاحب (خاوند)
2۔ مکرم عمران نصر اللہ خاں صاحب (بیٹا)
3۔ مکرمہ روبینہ شاہد ملک صاحبہ (بیٹی)
4۔ مکرم ندیم نصر اللہ ملک صاحب (بیٹا)
5۔ مکرمہ عطیہ ملک صاحبہ (بیٹی)
6۔ مکرمہ جمامۃ البشریٰ ملک صاحبہ (بیٹی)
7۔ مکرمہ قانتہ قدسیہ ملک صاحبہ (بیٹی)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دفتر ہذا کو تحریراً مطلع فرمائیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

اعلان دارالقضاء

(مکرمہ امۃ الوحید صاحبہ ترکہ
مکرم صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب)

✿ مکرمہ امۃ الوحید صاحبہ نے درخواست دی ہے کہ خاکسار کے والد مکرم صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب وفات پا گئے ہیں۔ ان کے نام قطعہ نمبر 2 بلاک نمبر ق محلہ دارالصدر برقبہ 4 کنال بطور مقاطعہ گیر منتقل کردہ ہے۔ جملہ ورثاء نے باہمی رضامندی سے اس قطعہ کی تقسیم کر لی ہے جس کا نقشہ جمع کروا دیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ قطعہ نقشہ کے مطابق جملہ ورثاء میں منتقل کر دیا جائے۔

تفصیل ورثاء

1۔ مکرمہ صبیحہ بیگم صاحبہ (بیوہ)
2۔ مکرم مرزا احسن احمد صاحب (بیٹا)
3۔ مکرمہ امۃ الوکیل صاحبہ (بیٹی)
4۔ مکرمہ امۃ الوحید صاحبہ (بیٹی)
5۔ مکرمہ امۃ العلیم صاحبہ (بیٹی)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دفتر ہذا کو تحریراً مطلع فرمائیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

سانحہ ارتحال

✿ مکرم محمد یونس جاوید صاحب سیکرٹری وقف جدید جماعت احمدیہ لاہور شہر و ضلع تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے داماد مکرم ڈاکٹر شہریار آفتاب صاحب مورخہ 3 جون 2015ء کو بعمر 58 سال بوجہ ہارٹ اٹیک لاہور میں وفات پا گئے۔ ان کی نماز جنازہ مورخہ 4 جون 2015ء کو بعد نماز عصر مکرم مربی صاحب حلقہ سنت نگر لاہور نے پڑھائی اور بعد ازاں قبرستان ہانڈو گجر لاہور میں تدفین کے بعد خاکسار نے دعا کروائی۔ مرحوم نے سوگواران میں اہلیہ مکرمہ محمودہ آفتاب صاحبہ، ایک بیٹی مکرمہ سحر آفتاب صاحبہ، دو بیٹے مکرم زین آفتاب صاحب اور مکرم حسن آفتاب صاحب چھوڑے ہیں۔ تینوں بچے زیر تعلیم ہیں۔ مرحوم نے 1990ء میں خود بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شامل ہونے کی توفیق پائی۔ وہ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ انتہائی منکسر المزاج، مہمان نواز اور ہمدرد انسان تھے۔ غرباء اور ملازمین کی مدد کرنے میں خوشی محسوس کرتے تھے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند کرے اور اپنی جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆..........☆..........☆☆

عطیہ چشم خدمت خلق ہے

بقیہ از صفحہ 2 خطبات امام ۔ سوال و جواب

ج: حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ وہ انسان جس نے اپنی ذات سے، اپنی صفات سے، اپنے افعال سے، اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قوی کے پرزور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً وعملاً وصدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا ...... وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیا امام الاصفیا ختم المرسلین فخر النبیّین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتدائے دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونس اور ایوب اور مسیح بن مریم اور ملاکی اور یحیٰ اور زکریا وغیرہ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی اگرچہ سب مقرب اور وجیہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے۔ یہ اس نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔

(اتمام الحجہ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 308)

س: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کے بارہ میں خطبہ جمعہ میں کیا بیان ہوا ہے؟

ج: حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ اس نے ہمارے لئے ایک ایسا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھیجا جو کریم ہے تمام امور خیر میں صاحب خیر ہے کمالات کے تمام انواع میں ہر رنگ میں سبقت لے جانے والا ہے۔ تمام رسولوں اور نبیوں کا خاتم ہے۔ ام القریٰ میں آنے والا موعود نبی جو سچ مچ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے کیونکہ اس کے فیض یابوں کی زبانیں ہر وقت اس کی ستائش سے تر رہتی ہیں اور وہ اس رو سے بھی کامل ستائش کا مستحق ہے کہ اس نے امت کی خاطر انتہائی مشقت و محنت اپنے اوپر لی اور دین کی عمارت کو بلند کیا اور اس لئے بھی کہ وہ ہمارے لئے ایک روشن اور تاباں کتاب لایا اور اس لئے بھی کہ اسے اپنے خداوند رب العالمین کے پیغاموں کو پہنچانے میں ہمارے لئے طرح طرح کے ایذاؤں کا نشانہ بننا پڑا۔ پھر اس لئے بھی کہ جو کچھ پہلی کتابوں میں ناتمام اور ناقص رہا تھا اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کامل کیا اور ہمیں افراط اور تفریط سے اور دیگر عیوب و نقائص سے پاک شریعت عطا کی اور اخلاق کو کمال تک پہنچایا اور جو جو کچھ ناقص تھا اسے کامل کیا اور تمام اقوام عالم کو اپنا ممنون احسان کیا اور چوٹی کے فصیح و بلیغ بیانوں اور نہایت روشن وحی کے ذریعہ سے رشد کی راہیں بتائیں اور مخلوق کو گمراہی سے بچایا اور اپنے نمونے کے ذریعہ سے کنارہ کش بنایا اور بہائم و انعام کو گویا کر دیا (یعنی ایسے لوگ جو جانوروں کی طرح رہنے والے تھے اَن پڑھ جاہل تھے اجڈ تھے ان کو بھی زبانیں دیں اور ان کی زبانوں کو شائستہ کر دیا ان کے اخلاق کو بلند کیا) اور ان میں ہدایت کی روح پھونک دی اور تمام مرسلین کے وارث بنا دیا اور انہیں ایسا پاک و صاف کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا میں فنا ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کے لئے انہوں نے پانی کی طرح اپنے خون بہا دیئے اور کامل اطاعت کے ساتھ اپنے آپ کو بکلی اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔ پھر دوسری طرف آپ نے اچھوتے اور مخفی در مخفی لطائف و معارف اور نادر نکات کی تعلیم دے کر ہمارے جیسے آپ کے دسترخوان کا پس خوردہ کھانے والوں کو حقیقی فضیلت کے مقام پر پہنچا دیا۔ (اخلاق میں بھی اعلیٰ کر دیا علم و معرفت میں بھی اعلیٰ کر دیا) اور آپ کی رہنمائی کے طفیل حق تعالیٰ تک پہنچنے کی راہیں ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ روحانیت میں بھی اوپر لے گئے اور ہم فلک بریں تک جا پہنچے۔ بعد اس کے کہ ہم زمین میں دھنس چکے تھے۔ پس اے اللہ روز جزا تک اور ابدالآباد تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیج۔

س: آنحضرت ﷺ کے شفیع ہونے کے بارہ میں حضرت مسیح موعود نے کا فرمان درج کریں؟

ج: فرمایا! نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے (خدا سچ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق اور خدا کے درمیان شفیع ہیں) اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

س: حضور انور نے کن کی نماز جنازہ پڑھائی؟

ج: (1) مکرم محمد موسیٰ صاحب درویش قادیان 10 مئی 2015ء کو پچانوے سال کی عمر میں وفات پا گئے۔

(2) صاحبزادی سیدہ امۃ الرفیق صاحبہ بنت سید میر محمد اسماعیل صاحب 6 مئی 2015ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔

آڑو

آڑو نہ صرف ایک لذیذ پھل ہے بلکہ یہ انسانی صحت کیلئے بھی نہایت مفید ہے۔ ماہرین کے مطابق آڑو معدے کی تیزابیت کو دور کر کے نیا خون پیدا کرتا ہے جبکہ چہرے پر اس کا عرق لگایا جائے تو جلد نرم اور ملائم ہو جاتی ہے، آڑو گرمی کی شدت سے ہونے والی جلدی سوزش سے بھی نجات دلاتا ہے۔

طبی ماہرین کا کہنا ہے کہ آڑو کے اندر کیلوریز خاصی کم پائی جاتی ہیں تاہم آڑو میں فائبر، وٹامنز اور منرلز خاصی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ آڑو کے اندر موجود فائبر کی کثرت انسان کو کینسر جیسے مہلک مرض سے بھی بچاتی ہے کیونکہ آڑو کے اندر کینسر کے خلاف سب سے بڑی مزاحمت کرنے والا وٹامن اے موجود ہوتا ہے جبکہ اس پھل میں وٹامن سی کی موجودگی دل کی بیماریوں سے بھی بچاتی ہے۔

یہ بینائی تیز کرتا ہے۔ آڑو کھانے سے وٹامن ای اور ڈی انسانی جسم کا حصہ بنتے ہیں۔ آڑو قبض ختم کرنے، کمزور نظام ہضم درست اور سانس کو ترتیب میں لانے کا اہم سبب ہے۔ آڑو دوران خون کو توازن میں رکھتا ہے، جریان اور ربواسیر کے مرض کے لئے مفید جبکہ دماغ کو طاقت دیتا ہے، کمزور ہاضمہ والوں کے لئے آڑو چھلکے سمیت کھانا نقصان دہ ہے۔ (روزنامہ دنیا 14 مئی 2015ء)

ربوہ میں سحر و افطار 20 جون

انتہائے سحر	3:22
طلوع آفتاب	5:01
زوال آفتاب	12:10
وقت افطار	7:19

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

20 جون 2015ء

6:15 am	درس القرآن
7:30 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 19 جون 2015ء
9:25 am	راہ ہدیٰ
1:35 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 19 جون 2015ء
4:00 pm	درس القرآن 10 جون 1984ء
6:10 pm	درس رمضان المبارک
9:00 pm	راہ ہدیٰ Live

گل احمد، SANA & SAFINAZ, NISHAT
فردوس، Warda Print، اتحاد، لاکھانی، CHARIZMA
NATION, MARJAN کے علاوہ
نارمل لان پرنٹ سوس کڑھائی اور اوریجنل بوتیک کے علاوہ
اچھی مردانہ ورائٹی میں سادہ اور کڑھائی والے آرٹیکلز کیلئے تشریف لائیں
ریلوے روڈ ربوہ
صاحب جی فیبرکس پاکستان
0092-476212310 www.Sahibjee.com

تاج نیلام گھر
ہر قسم کا پرانا گھریلو اور دفتری سامان کی خرید و فروخت کیلئے تشریف لائیں۔ مثلاً۔ فرنیچر، کراکری A-C، فریج، کارپٹ، جوسر، گرائنڈر اور کوئی بھی سکریپ
رحمٰن کالونی ڈگری کالج روڈ ربوہ
فون: 047-6212633
0321-4710021,0337-6207895

فاتح جیولرز
www.fatehjewellers.com
Email:fatehjeweller@gmail.com
ربوہ فون نمبر: 0476216109
موبائل 0333-6707165

FR-10

اوقات کار رمضان المبارک
صبح 9:30 بجے تا 4 بجے شام
FB ہومیو سنٹر فار کرانک ڈیزیز
طارق مارکیٹ ربوہ Cell:03007705078
نوٹ: وقت لے کر تشریف لائیں۔

Éclat International
Australia, Canada & Denmark Skilled Immigration
Get Temporary & Permanent Residence in just ONE YEAR!
Skilled Immigration for ENGINEERS, DOCTORS (MBBS, Dental etc.),I.T PROFESSIONALS, CHARTERED ACCOUNTANTS, UNIVERSITY LECTURER, etc.
Send your C.Vfor free Assessment at
info@eclatint.com
- U.K Visit Visa/ Schengen Visit Visa/ Business Visa/ Spouse Visa
- 100 % Admission in Sweden and more chances of getting visa as compared with other countries.
Note: Please Call during office timing. Calls after office timing will not be entertained. Do mention Alfazl Reference in your Emailand Call.To visitoffices do get an appointment before coming.
M |0345-400-1057, W |www.eclatint.com, E | info@eclatint.com ,
Fb |www.facebook.com/eclat.int, L |0092-423-521-1792, Fax |0092-423-518-6755
T |Mon-Fri (10:00 A.M to 6:00 P.M)
Friday Break (12:00 P.M to 3:00 P.M)-Sat (10:00 A.M to 4:00 P.M)